

کلمہ تشہد پر انگلی کا اشارہ حدیث وفقہ کی روشنی میں

مفتی فیضان المصطفیٰ قادری (امریکہ)

”رفع التردد فی عقد الاصلح عند التشہد“ اور اپنی شہرہ آفاق تصنیف رد المحتار اور البحر الرائق کے حاشیے میں اس کے کچھ اقتباسات دیے ہیں۔ ہم ان تفصیلات میں نہ جاتے ہوئے صرف اس مسئلے پر غور کرتے ہیں کہ اشارہ کب اور کس طرح کرنا ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب نور الایضاح میں ہے:

وقرأ تشہد ابن مسعود رضي الله عنه وأشار بالمسبحة في الشهادة يرفعها عند النفي ويضعها عند الاثبات. (نور الایضاح باب كيفية تركيب الصلاة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھے اور شہادت کی انگلی سے کلمہ شہادت پر اشارہ کرے، نفی پر اٹھائے اور اثبات پر گرا دے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

واذا انتهی الی قوله اشہد ان لا الہ الا اللہ یشیر بالمسبحة. (عالمگیری اول صفحہ ۷۷)

ترجمہ: جب اشہد ان لا الہ الا اللہ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔

منیۃ المصلیٰ میں ہے:

ویشیر بالسبابة اذا انتهی الی الشہادتین وقال فی

الواقعات لا یشیر فان اشار یعقد الخنصر والبنصر

ویحلق الوسطی بالابهام. (منیۃ المصلیٰ صفحہ ۳۲۸)

ترجمہ: جب شہادتین کے کلمے پر پہنچے تو شہادت کی انگلی سے

اشارہ کرے۔ واقعات میں فرمایا کہ اشارہ نہ کرے۔ تو اگر اشارہ

کرے تو خنصر بنصر کو موڑ لے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لے۔

نماز میں قعدہ کی حالت میں التحیات پڑھنا واجب ہے۔ اور اس میں (کلمہ تشہد پر) انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔ متاخرین حنفی فقہانے اس کا طریقہ یہ بیان کیا ہے کہ کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ پر شہادت کی انگلی اٹھائے اور کلمہ ”الا اللہ“ پر انگلی گرا دے۔ تاکہ انگلی اٹھانے کے لیے ہو اور گرا دینا اثبات کے لیے۔ اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ طریقہ حدیث کے خلاف ہے، یا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ انگلی سے اشارہ التحیات کے آغاز سے ہی کرنا چاہیے۔ اور مسلسل انگلی اٹھائے رکھنا چاہیے یا اس کو حرکت دیتے رہنا چاہیے وغیرہ۔ حالانکہ انگلی شروع سے ہی اٹھائے رکھنا کسی روایت سے ثابت نہیں۔ سوشل میڈیا پر اس مسئلے پر چھوٹے چھوٹے بیانات بھی پھیلانے جا رہے ہیں، اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے کو احادیث اور فقہ کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کریں۔

واضح رہے کہ اس مسئلے میں خود ائمہ حنفیہ سے دو قول مروی ہیں (۱) تشہد میں انگلی سے اشارہ نہیں کرنا ہے۔ (۲) اشارہ کرنا ہے۔ کچھ کتب فقہ مثلاً ولولہ الجیہ، تجنیس وغیرہ میں قول اول مذکور ہے، اور کچھ کتب میں قول ثانی، مثلاً بدائع، نہلیہ، معراج، شروح منیۃ، قہستانی، نہر الفائق، ظہیریہ، اور شرح نقایہ وغیرہ۔ لہذا متاخرین فقہانے اس سے بعض نے دونوں قول ذکر کیے ہیں، مثلاً البحر الرائق، درمختار اور فتاویٰ ہندیہ وغیرہ۔ بلکہ بعض کتب متون میں اس کا سرے سے ذکر ہی نہیں، مثلاً قدوری، المختار وغیرہ۔ محقق علی الاطلاق امام کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدر میں قول ثانی کو روایت و درایت سے ترجیح دیتے ہوئے اسے ائمہ مذہب کا قول قرار دیا۔ اور علامہ سید محمد ابن عابدین شامی نے اس قول ثانی کے اثبات میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے

احادیث سے استدلال:

اب درج ذیل میں کتب حدیث سے اس سلسلے میں رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں

امام ابویسٰیٰ ترمذی کے مطابق اس سلسلے میں چھ صحابہ کرام سے حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، نمیر خزامی ابو ہریرہ، ابو حمید اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہم۔ ہمیں تتبع کے بعد ان میں سے پانچ صحابہ کرام کی حدیثیں ملیں جو درج ذیل ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

(۱) ترمذی شریف میں امام ابویسٰیٰ ترمذی نے کتاب الصلاۃ میں ایک باب قائم کیا: باب ماجاء فی الاشارة۔ اس کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت درج کی:

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا جلس في الصلوة وضع يده اليمنى على ركبته ورفع اصبعه التي تلي الابهام يدعو بها ويده اليسرى على ركبته باسطها عليه. (ترمذی ۱۷۱/۱)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھتے اور انگوٹھے سے لمبی ہوئی انگلی سے اشارہ کرتے اس سے دعا کرتے ہوئے اور اپنا بائیں ہاتھ اپنے گھٹنے پر پھیلائے رکھتے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت مسلم شریف میں یوں ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا قعد في التشهد وضع يده اليسرى على ركبته اليسرى ووضع يده اليمنى على ركبته اليمنى وعقد ثلاثا وخمسين وأشار بالسبابة. (صحیح مسلم ۲۱۶/۱)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب تشهد میں بیٹھتے تو اپنا بائیں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنے گھٹنے پر رکھتے اور تین کا نشان بنا کر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔ (ترپن کے نشان کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں چھوٹی انگلیاں ہتھیلی سے ملا کر

درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائیں۔)

دوسری روایت یوں ہے:

(۳) عن علي بن عبد الرحمن المَعَاوِي انه قال رآني عبد الله بن عمر وأنا أعبث بالحصى في الصلاة فلما انصرف نهاني فقال: اصنع كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع فقلت وكيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع؟ فقال: كان اذا جلس في الصلاة وضع كفه اليمنى على فخذه اليمنى وقبض أصابعه كلها وأشار بأصبعه التي تلي الابهام ووضع كفه اليسرى على فخذه اليسرى. (صحیح مسلم باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع اليدين رقم الحديث 116)

ترجمہ: علی بن عبد الرحمن نے کہا: مجھے عبداللہ بن عمر نے دیکھا کہ میں نماز میں کنگریوں سے کھیل رہا تھا، جب فارغ ہوئے تو مجھے منع کیا اور بولے: جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے ویسے کیا کرو! میں نے عرض کی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کرتے تھے؟ فرمایا: جب نماز میں بیٹھتے تو داہنی ہتھیلی اپنی داہنی ران پر رکھتے اور تمام انگلیاں پکڑ کر انگوٹھے سے قریب والی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ اور اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران پر رکھتے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت:

(۴) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت میں مسلم شریف میں اس کی کیفیت یوں ہے:

ووضع يده اليسرى على ركبته اليسرى ووضع يده اليمنى على فخذه اليمنى وأشار بأصبعه. ترجمہ: اور اپنا بائیں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر اور داہنا ہاتھ اپنے داہنے گھٹنے پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔

(۵) مسلم شریف میں دوسری سند سے عبداللہ بن الزبیر کی روایت میں اس کی تفصیل یوں ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قعد

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم واضعاً ذراعَهُ اليمينية على فخذه اليمينية رافعاً أصبعه السبابة قدحاًها شيئاً. (سنن أبي داود ۱۴۲)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ داہنا ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھائے ہوئے ہیں تھوڑا جھکا کر۔
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت:
(۱۰) اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی سنن ابن ماجہ میں ہے۔

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم قد حلق الابهام والوسطى ورفع التي تليهما يدعو بها في التشهد. (سنن ابن ماجه صفحه ۲۵)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنایا اور دونوں سے ملی ہوئی انگلی کو اٹھایا اس سے تشہد میں دعا کرتے ہوئے۔

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت:
(۱۱) حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت مصنف عبد الرزاق میں یوں ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا جلس في الصلاة في الركعتين الاوليين نصب قدمه اليمينية والفخري اليسرى وأشار بأصبعه التي تلي الابهام الخ. (مصنف عبد الرزاق باب الاقواء في الصلاة رقم الحديث 3046)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں پہلی دو رکعتوں پر بیٹھے تو داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور بائیں پاؤں بچھا دیئے اور انگوٹھے سے متصل انگلی سے اشارہ فرماتے۔

خلاصہ احادیث:

مذکورہ تمام احادیث پر نظر ڈالیں تو چند باتیں سامنے آتی ہیں:
(۱) تمام حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ قعدہ میں انگلی سے اشارہ کرتا ہے۔

(۲) چند روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ اشارہ شہادت کی

یدعو وضع يده اليمينية على فخذه اليمينية ويدو اليسرى على فخذه اليسرى وأشار بأصبعه السبابة ووضع ابهامه على أصبعه الوسطى ويلقم كفه اليسرى ركبته.

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے بیٹھے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنی دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے۔ اور بائیں ہتھیلی آپ کے گھٹنے پر ہوتی۔

(۶) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت نسائی میں ”باب الاشارة بالاصبع في التشهد الاول“ میں ہے:
يضع يديه على ركبتيه ثم أشار بأصبعه. (نسائي اول ۱۳۰)

ترجمہ: اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے پھر اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔

انھیں کی روایت سنن ابوداؤد میں باب الاشارة في التشهد میں یوں ہے:

(۷) ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يشير بأصبعه اذا دعا ولا يحركها.

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور اسے ہلاتے نہ تھے۔

حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ کی روایت:

(۸) حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ کی روایت سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں باب الاشارة في التشهد میں ہے:

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم واضعاً يده اليمينية على فخذه اليمينية في الصلوة ويشير بأصبعه.

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز میں اپنا داہنا ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھے ہوئے ہیں اور اپنی انگلی سے اشارہ کر رہے ہیں۔

(۹) ابوداؤد میں یوں ہے:

انگلی سے کرتا ہے۔

(۳) مسلم شریف کی حضرت عبداللہ بن زبیر کی روایت اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر اشارہ کرتا ہے۔

(۴) مذکورہ اکثر احادیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دونوں کام یعنی ہاتھوں کو ران پر رکھنا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا ساتھ ساتھ کرتے تھے یا آگے پیچھے؟ کیوں کہ ”وضع یدہ الیمنی علی رکتہ الیمنی وأشار باصبعہ“ میں واضح جمع کے لیے ہے، معیت یا تقدم و تاخر پر اس کی کوئی دلیل نہیں، جیسا کہ علمائے لغت و اصول کا اس پر جزم ہے۔ لیکن نسائی شریف کی روایت کے مطابق اس میں ترتیب بھی مستفاد ہے۔ کیوں کہ نسائی کی روایت یوں ہے: ”یضع یدہ علی رکتہ ثم أشار باصبعہ“ اور ”ثم تراخی“ (کچھ دیر میں کرنے) پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اس کا مفہوم یہ ہوا کہ پہلے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھ دیے پھر تھوڑی دیر بعد اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ دونوں کام شروع سے ہی نہیں کرتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اشارہ بعد میں کب کرتا ہے؟ مذکورہ احادیث کے کسی لفظ سے اس پر رہنمائی نہیں ملتی، لہذا ائمہ مذہب سے بھی مقام اشارہ پر کوئی قول مروی نہیں۔ لیکن متاخرین میں سے امام حلوانی نے اسے قیاس سے متعین کیا ہے کہ کلمہ شہادت کی نفی پر انگلی اٹھائے اور اثبات پر رکھ دے تاکہ دل کے ساتھ ساتھ عضو ظاہر سے بھی سب سے الوہیت کی نفی اور صرف اللہ کے لیے اس کے اثبات کا اظہار ہو جائے۔

(۵) اس تقدم و تاخر کو امام ابن ہمام نے دوسرے انداز میں یوں واضح کرنے کی کوشش کی ہے:

مسلم شریف کی روایت میں وضع کفہ الیمنی علی فخذہ الیمنی کے الفاظ ہیں جس کا صاف مطلب ہے کہ دائیں ہتھیلی دائیں ران پر رکھنی ہے اور انگلیوں کا حلقہ بنا کر اشارہ بھی کرتا ہے۔ غور کیا جائے تو ہتھیلیوں کو ران پر رکھتے ہوئے انگلی کا حلقہ بنانا

ممکن نہیں۔ جوں ہی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائیں گے ہتھیلی ران سے اوپر اٹھ جائے گی۔ اس لیے ان تمام روایتوں پر جمع و تطبیق کی یہی صورت ہے کہ اولاً ہتھیلی تمام انگلیوں کے ساتھ ران پر پھیلا دے پھر اشارہ کرنے کے لیے انگلیوں کا حلقہ بنائے۔

چنانچہ امام ابن ہمام فتح القدیر میں مسلم شریف کی مذکورہ روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ولاشک ان وضع الکف وقبض الاصابع لا يتحقق فالمراد والله اعلم وضع الکف ثم قبض الاصابع بعد ذلك عند الاشارة وهو المروى عن محمد في كيفية الاشارة قال: يقبض خنصره والتي تليها ويحلق الوسطى والابهام ويقیم المسبحة وكذا عن أبي يوسف رحمه الله في الامالي وهذا فرع تصحيح الاشارة، وعن كثير من المشايخ لا يشير اصلاً وهو خلاف الدراية والرواية، فمن محمد ان ما ذكرناه في كيفية الاشارة مما نقلناه قول أبي حنيفة رضي الله عنه ويكره ان يشير بمسبحته، وعن الحلواني يقيم الاصبع عند لا اله ويضعها عند الا لله ليكون الرفع للنفي والوضع للاثبات. (فتح القدیر ۱/ ۳۲۱)

ترجمہ: بلاشبہ ہتھیلی کو رکھنا اور انگلیوں کو پکڑنا نہیں ہو سکتا، تو مراد یہ ہے واللہ اعلم کہ ہتھیلی رکھے پھر اس کے بعد اشارہ کرتے وقت انگلیاں پکڑے۔ اور امام محمد سے اشارہ کی کیفیت میں ایسا ہی مروی ہے فرماتے ہیں: چھنگلیاں اور اس کے بعد والی انگلی پکڑ لے اور درمیان انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا اور شہادت کی انگلی سیدھے کرے۔ ایسا ہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے امالی میں مروی ہے۔ اور یہ اشارہ کی صحت کی فرع ہے۔ اور جو کثیر مشائخ سے مروی ہے کہ بالکل اشارہ نہ کرے گا وہ درایت و روایت دونوں کے خلاف ہے۔ کہ امام محمد نے فرمایا کہ جو کیفیت اشارہ ہم نے بیان کیا ہے وہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں سے اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ امام حلوانی نے فرمایا کہ لا الہ پر انگلی اٹھائے اور الا اللہ پر گرا دے۔

تا کہ اٹھانائی کے لیے ہوا اور گرائی اثبات کے لیے۔

کلمہ شہادت پر اشارہ کرنا چاہیے اس سلسلے میں امام حلوانی کے مذکورہ بیان کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ اس اشارے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اظہار ہے۔ چنانچہ امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں ایک روایت ذکر کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے:

ابوالقاسم مقسم مولیٰ عبد اللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں مسجد بنو غفار میں نماز ادا کر رہا تھا اور قعدہ میں میں نے اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھا اور اپنی شہادت کی انگلی اٹھایا، مجھے حضرت خفاف بن ایما غفاری جو کہ صحابی ہیں انھوں نے ایسا کرتے دیکھا تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد بولے: کہ تم نے اپنی انگلی کیوں اٹھائی؟ میں نے کہا: اس لیے کہ لوگوں کو یوں ہی کرتے دیکھا، فرمایا: تم نے ٹھیک کیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو ایسا کرتے، اور مشرکین کہتے کہ محمد اپنی انگلی سے ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ جادو کریں، وہ جھوٹے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسا اس لیے کرتے تھے کہ اس کے ذریعہ اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی توحید کا اظہار کریں۔ سنن کبریٰ للبیہقی میں حدیث کے کلمات یوں ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا صلی یصنع ذلک وکان المشرکون یقولون انما یصنع هذا محمد باصبعة لیسحر، وکذبوا، انما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع ذلک لما یؤخذ بہا ربہ تبارک وتعالیٰ. (السنن الکبریٰ للبیہقی باب ما ینوی المشیر باشارته فی التشہد رقم 2793)

واضح رہے کہ کئی حدیثوں میں جو یہ ہے ”دعا کرتے تھے“ اس دعا سے مراد تشہد ہے، کیوں کہ تشہد دعا پر بھی مشتمل ہے۔

اب اس مقام پر ہم درمختار اور ردالمحتار کے کچھ اقتباسات پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

درمختار میں ہے کہ معتمد وہ ہے جس کو شارحین مذہب خصوصاً

متاخرین مثلاً کمال حلبی، بہنسی، باقانی اور شیخ الاسلام وغیرہم نے صحیح قرار دیا ہے کہ ”اشارہ کرے گا“ کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے۔ اور یہ قول امام محمد اور امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہے۔ بلکہ درر البحار اور اس کی شرح غرر الافکار میں ہے کہ ہمارے نزدیک مفتی یہ ہے کہ تمام انگلیاں پھیلا کر اشارہ کرے گا۔ اور شرنبلالیہ میں برہان سے ہے کہ صرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے گا نفی پر اٹھائے گا اور اثبات پر گرا دے گا۔ درمختار کی عبارت یہ ہے:

لکن المحمد ما صححه الشراح ولا سيما المتأخرون كالكمال الحلبي والبهنسي والباقاني وشيخ الاسلام الجعد وغيرهم انه يشير لفعله عليه الصلاة والسلام ونسبوه لمحمد والامام بل في متن درر البحار وشرحه غرر الاذکار المفتی بہ عندنا انه يشير باسطة اصابعه كلها وفي الشرنبلالية عن البرهان انه يشير بمسبحة وحدها يرفعها عند النفي ويضعها عند الاثبات.

اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ جس کی تصحیح شارح مذہب نے کی ہے وہی مفتی بہ ہے، لیکن درست یہ ہے کہ ”باسط اصابعہ کلہا“ یعنی تمام انگلیاں پھیلا کر“ کا جملہ حذف کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ جملہ درر البحار اور غرر الافکار میں نہیں ہے۔ درر البحار میں ہے کہ ”ترپن کا نشان (انگلیوں کا حلقہ) نہ بناؤ اور اشارہ نہ کرو، اور فتویٰ اس کے خلاف ہے۔“ اس کی شرح غرر الافکار میں ہے: ”فتویٰ اس پر ہے کہ ترپن کا نشان (انگلیوں کا حلقہ) بنا کر اشارہ کیا جائے جیسا کہ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ہے۔ اور محیط میں ہے کہ اشارہ سنت ہے نفی پر انگلی اٹھائے اور اثبات پر گرا دے، اور یہی قول امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا ہے، اور اس پر کثیر آثار و احادیث وارد ہوئیں تو اسی پر عمل بہتر ہے۔“ یہ دونوں عبارتیں صریح ہیں کہ فتویٰ اسی پر ہے کہ انگلیوں کا حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا ہے نہ کہ انگلیاں بچھا کر۔ کیونکہ ہمارے نزدیک انگلیاں بچھا کر اشارہ ممکن نہیں۔ اسی وجہ سے مدیہ المصلیٰ میں فرمایا کہ اگر اشارہ کرے تو خضر بنصر کو کو موڑ لے اور بیچ

کی انگلی کا انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سیدھی کر دے۔ امام ابن عابدین شامی کی عبارت یہ ہے:

بل فی متن درر البحار و شرحہ الخ اصحاب
انتقالی لان فی هذا النقل التصریح بان ما صححه
الشراح هو المفتی به لکن الصواب اسقاط قوله باسقاط
اصابعہ کلہا فانہ مخالف لما رأیته فی درر البحار
و شرحہ ونص عبارة درر البحار : ولا تعقد ثلاثة
وخمسين ولا تشير والفتوى خلاله. وعبارة شرحه غرر
الافكار : ولا تعقد يا فقيه ثلاثة وخمسين كما عقدها
احمد موافقاً للشافعي في احد اقواله ونحن لانشير عند
التهيل بالسبابة من اليمنى بل نبسط الاصابع،
والفتوى أى المفتى به عندنا خلافاً أى خلاف عدم
الاشارة وهو الاشارة على كيفية عقد ثلاثة وخمسين
كما قال به الشافعي واحمد. وفي المحيط انها سنة
يرفعها عند النفي ويضعها عند الاثبات وهو قول
أبي حنيفة ومحمد وكثرت به الآثار والاخبار فالعمل به
اولى اهـ۔ فهو صريح في أن المفتى به هو الاشارة
بالمسبحة مع عقد الاصابع على الكيفية المذكورة لا
مع بسطها، فانه لا اشارة مع البسط عندنا، ولذا قال في
منية المصلي : فان اشار يعقد الخنصر والبنصر ويحلق
الوسطى بالابهام ويقيم السبابة. (ملخصاً رد المحتار
١٩٢/٢)

جو لوگ منہ کی لائین جا رو دی روایت (فرأيتہ يُحرَّكُهَا يدعو۔ رقم
الحديث ٢٠٨) سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ انگلی جب
اٹھائے تو اسے حرکت دیتا رہے۔ انھیں ابو داؤد شریف کی مذکورہ
بالا روایت دیکھنی چاہیے جو اس کے خلاف ہے، جس میں صراحت ہے
کہ انگلی سے اشارہ کرتے اور اس کو حرکت نہ دیتے تھے
(ولا يحرکها)۔

☆☆☆